

© rasailojaraid.com

بہر حال اس اختلاف کا اثر ہم اس زمانہ میں نہیں دیتے گو پہلے حضرت علیؓ خلیفہ نہ تھے، تاہم خلافت کے کاموں میں برابر داخل تھے، باب عالی کے رکن تھے، عمدہ دار تھے، مشیر کار تھے، خلافت سے جو خدمت سپرد ہوتی تھی بجالاتے تھے، غرض جہاں تک ظاہری علامات راہنما ہو سکتی ہیں، ہمیں ان کے اعمال و اطوار میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا، علیؓ ہذا القیاس تقسیم وراثت کا مسئلہ بھی اس طبقے میں ہم کو کسی طرح باعث تفریق معلوم نہیں ہوتا یہاں تک کہ کوئی اس کا تذکرہ بھی نہ کرتا تھا۔ جب اس پاک زمانہ میں اس کا کوئی اثر نہ تھا تو اب اسکو اسی بنا پر تفریق کرنے والا فرقہ بندی کے الزام سے کیوں ملزم نہ ہوگا۔

فرقہ بندیوں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

اس فیصلہ کے بعد اب ہم دیگر فرقہ بندیوں پر توجہ رکھتے ہیں جس نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

اسلامی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرقوں کی بڑی لائنیں دو ہیں جن کو سنی شیعہ کے اختلاف نے پیدا کیا ہے پھر ان لائنوں میں براچ لائنیں بھی ہیں، ان پر غور کرنے سے جو فریق مورد الزام ہوگا، ہمیں اس کے ملزم بنانے میں تامل نہ ہونا چاہیے۔ ان فرقوں سے مراد حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مذہب ہیں جن کو رجسٹرڈ بنانے کے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ مکہ منورہ میں کعبہ شریف کے گرد چار میلے (۱) ہیں اس لیے اس اختلاف میں فیصلہ کرنے کے لیے ان مذاہب کی تعریف اور وجہ تفریق بیان کرنا ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان مذاہب کے اصل الاصول وہی ہیں جو زمانہ صحابہؓ میں تھے یعنی یہ چاروں مذاہب قرآن و حدیث کو دستور العمل جانتے ہیں بجز اللہ اس میں کوئی اختلاف نہیں مگر ایک بات ایسی ہو گئی ہے جس سے یہ سارا اختلاف پیدا ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ جو کچھ ہمارے امام نے جس کے ہم مقلد ہیں سمجھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم دیا ہے بس ہمارے لیے وہی کافی ہے نہ ہم اپنی سمجھ کو دخل دیں نہ دوسرے کسی امام کی سنیں، دوسرا بھی یہ کہتا ہے، تیسرا بھی یہی، علیؓ ہذا القیاس چوتھا بھی۔

اس اختلاف کو بھی ہم مذہبی دلائل سے چھوٹا نہیں چاہتے کیونکہ مذہبی دلائل میں طول

ہو جاتا ہے بلکہ تاریخی شہادت سے صرف اتنا پوچھتے ہیں طبقہ اولیٰ میں یہ طریق تھا؟ کسی خاص شخص کو یہ منصب تھا کہ باقی اس کے فہم اور رائے کے آگے سر جھکائیں، جہاں تک اسلامی تاریخ شہادت دیتی ہے۔ اس کا جواب نفی میں ملتا ہے اگر یہ منصب کسی کا ہوتا تو خلیفہ وقت کا ہوتا حالانکہ اس کا بھی نہ تھا بعض دفعہ ایک بڑھیا عورت بھی خلیفہ کے حکم کو رد کر دیتی تھی جس کے جواب میں خلیفہ کو ماننا پڑتا تھا کہ یہ عورت سچ کہتی ہے مولانا حالی مرحوم نے اسی حکم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا

خلیفوں سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

جب اس زمانہ میں یہ بندش نہ ہوئی کہ کسی ایک کی رائے اور فہم کے باقی لوگ پابند ہو جائیں تو پیچھے کیوں ایسا کیا جائے جس سے تفرقہ پیدا ہو ہاں اختلاف فہم چونکہ قدرتی ہے اس لیے کسی عالم کو کسی امام سے اتفاق رائے ہو جائے تو بے شک وہ اس سے اتفاق رائے کا اظہار کرے مگر ایسے طور سے کہ فرقہ بندی تک نوبت نہ پہنچے۔

ہماری اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں جو فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں وہ طبقہ اولیٰ یعنی سلف صالحین کی روش کو چھوڑنے سے ہوئی ہیں ورنہ اگر مسلمان اب بھی اس بات پر متفق ہو جائیں کہ طبقہ اولیٰ کی طرح اپنا دستور العمل قرآن و حدیث کو بنالیں نہ کوئی نئی روش نکالیں نہ کسی کی طرف اپنی نسبت جدید پیدا کریں تو یہ فرقہ بندیاں دور ہو سکتی ہیں۔

قابل غور بات

فرقہ بندی کسی اصولی اختلاف سے ہوتی ہے اگر اصول ایک ہے اور باوجود وحدت اصولی کے صرف فہم کا اختلاف ہے تو فرقہ بندی نہیں ہے ورنہ اس طرح تو ہر ایک مذہب کے علماء میں اختلاف رائے موجود ہے۔ مثلاً علمائے حنفیہ موجودہ اور سابقہ متقدمین اور متاخرین بلکہ معاصرین وغیرہ سب میں اختلاف نظر آتا ہے۔ تو کیا یہ مختلف فرقے ہیں کیا کوئی کہے گا کہ امام ابوحنیفہ صاحب کا مذہب اور تھا اور شاگردوں کا اور یا موجودہ علمائے حنفیہ میں علمائے دیوبند کا مذہب اور ہے اور علمائے بریلی، بدایوں وغیرہ کا اور؟ نہیں بلکہ سب کے سب حنفی ہیں حالانکہ اختلاف موجود

ہے پس کسی جماعت کو دوسری جماعت سے فرقہ کی حیثیت سے الگ سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ ان میں اصولی اختلاف ہو پس جس فرقہ کے اصول طبقہ ۱۰۱ کے اصول مذہبی سے ملتے جلتے بلکہ وہی ہوں گے وہ فرقہ جدید اور فرقہ بند نہ کہا جائے گا، اور جس فرقہ کے اصول جدید ہوں گے وہی فرقہ جدید اور فرقہ بندی کے الزام سے ملزم ہوگا، اب ہمارے سامنے چاروں مذاہب حنفی شافعی، حنبلی اور مالکی موجود ہیں۔ ان سب کا اصول ہے کہ قرآن و حدیث پر بغیر توسط امام مجتہد کے عمل کرنا جائز نہیں اس لیے یہ فرقے اپنے اپنے اماموں کے مقلد کہلاتے ہیں۔

برخلاف اس کے اہل حدیث اس بات کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں یہ شرط طبقہ اولیٰ میں نہ تھی ہم طبقہ اولیٰ کی روش سے ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہ ہٹیں گے۔
- جملہ عالم یک طرف آن شوخ رعنا یک طرف

ایک اعتراض کا دفعیہ

اب ایک سوال یہ ہے کہ دوسرے فرقوں کی طرح اہل حدیث بھی تو ایک فرقہ ہے۔ اس سے بھی تو فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل حدیث بہ حیثیت نام کے ایک فرقہ کہا جائے تو اور بات ہے مگر اصول اور عمل کی حیثیت سے یہ کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہی ایک گروہ ہے جو تعلیم نبوت سے پیدا ہوا تھا جس کی روش ہم بتلا آئے ہیں کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تھی، نہ اس فرقے نے اپنے دستور العمل میں کوئی اضافہ کیا، نہ سلف صالحین کی روش سے علیحدگی کی بلکہ بعینہ اسی طرح قرآن و حدیث یا یوں کہیں کہ قرآن اور طریقہ نبی علیہ السلام کو صحابہ کی روش پر محفوظ رکھا۔

رہا نام کا سوال کہ اہل حدیث نام کیوں رکھا جب کہ طبقہ اولیٰ نے یہ نام اپنا نہ رکھا تو اس کا جواب بہت آسان ہے کہ اہل حدیث کی اصلیت بتلانے کو عملی طریق کا یہ نام ہے۔ دوسرے فرقوں نے اپنی نسبت اپنے اماموں کی طرف کر کے حنفی اور شافعی وغیرہ القاب اختیار کئے۔ چونکہ اس فرقہ کی نسبت کسی غیر کی طرف نہ تھی بلکہ طبقہ اولیٰ کی طرف نبی کی طرف تھی اس لیے اس نے اپنے طریق عمل کی مطابقت اپنا لقب اہل حدیث رکھا جو اس کے طریق عمل کے لحاظ سے بہت موزوں ہے ورنہ اس کا اصول دین جو بنیاد مذہب ہے، وہی ہے جو

طبقہ اولی کے مسلمانوں کا تھا۔ یعنی قرآن و حدیث بطریق سلف صالحین اہل حدیث لقب کے یہ معنی ہیں کہ احادیث رسول پر عمل کرنے والے۔

۔ کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہے ہم ہیں

اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ایک ہے۔

آج کل ایک فرقہ قادیانی پیدا ہوا ہے اس کی جدت کا ثبوت ایک تو خود اس کی تاریخ پیدائش ہے۔ دوم اس فرقے نے بھی اپنے اندر ایک زائد بات پیدا کر لی ہے یعنی ایک خاص شخص (مرزا صاحب قادیانی) کی شخصیت کو ماننا داخل اسلام کیا جو داخلی اسلام نہ تھی، پس قطع نظر اور وجوہات کے صرف یہ وجہ ہی اس کی جدت کے لیے کافی ہے کہ بوجہ داخل کرنے غیر ضروری امر کے اسلام کی اس شاہراہ پر نہیں رہے جس پر طبقہ اولی کے سلف صالحین تھے۔

مختصر یہ کہ اسلام وہ دین ہے جو حضرت پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھایا اور طبقہ اولی کے مسلمانوں کی جو روش تھ وہی اسلام کا سچا نمونہ تھا، اہل حدیث نے اس روش میں کوئی اضافہ نہیں کیا نہ کسی طرح کی کوئی حد فاصل بنائی نہ کسی غیر کی طرف اپنی نسبت لگائی نہ کسی غیر کا تعلق جزو ایمان سمجھا بلکہ آج تک ان کا یہی اصول ہے۔

۔ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ایک ہے، ان دونوں کی طرف سے بزبان

حال یہ کہتا موزوں ہے۔

۔ من تو شدم تو من شدم من تن شدم تو جاں شدم

تا کس مگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

